

## 66146- کسٹم کلیز کرنے کا کام اور دلائی کی اجرت

سوال

میں جوانی کی عمر میں ہوں اور کسٹم کلیر نہ کا کام کرتا ہوں، یعنی کسٹم ادا کرنے کے معاملہ کی پیروی اور سامان نکوا کرتا جوں کے سٹوروں تک پہنچانے کا کام کر کے اجرت حاصل کرتا ہوں، کچھ مدت سے مجھے ایک شخص نے یہ پیش کی کہ میں چار لاکھ ٹن سیمنٹ کی اپنے ساتھ لین دین کرنے والے تجارت کے ساتھ مارکیٹ کروں، تو اس میں سے مجھے کیش ملے گی، سوال یہ ہے کہ:  
کیا یہ نسبت حلال ہے یا حرام؟

پسندیدہ جواب

اول:

اجرت لے کر کسٹم کلیز کروانے کا کام کرنا جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ سامان ایسا ہو جس کی تجارت مباح اور جائز ہے۔

دوم:

آپ نے جو سیمنٹ کی مارکیٹ کا ذکر کیا ہے، اگر تو اس کام کی اجازت ہے تو پھر مقرر کردہ اجرت لے کر مارکیٹ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور آپ کا یہ عمل دلائی یعنی خریدار اور بائع کے مابین واسطہ اور رابطہ کروانے والا ہونے سے خالی نہیں، اور سوال نمبر (45726) کے جواب میں دلائی کے جواز کا بیان اور اس بارہ میں علماء کرام کے اقوال ذکر کیے جا چکے ہیں لہذا اس کا مطالعہ کر لیں۔

اور اگر آپ مالک سے سیمنٹ لے کر خود خریدار کو فروخت کریں، تو اس صورت میں آپ باعث کے وکیل ہوں گے، اور وکیل کے لیے بھی اپنے کام کے بدله میں اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن قادم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مایہ ناز کتاب "المغنى" میں کہتے ہیں:

کسی کو اجرت اور بغیر اجرت کے وکیل بنانا جائز ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حد لگانے میں اور عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بغیر اجرت کے بھری خریدنے کا وکیل بنایا تھا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زکاۃ اکھڑی کرنے کے لیے اپنے عاملوں کو بھیجا کرتے تھے اور انہیں اس کی اجرت دیا کرتے تھے۔

اور اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے دونوں بیٹوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تھا:

اگر آپ ہمیں اس زکاۃ پر بھیجیں تو ہم آپ کو وہ کچھ دیں جو آپ کو لوگ دیتے ہیں، اور جو لوگوں کو ملتا ہے ہمیں یہی ملے گا۔ ان دونوں کی مراد کیمشن تھی۔

صحیح مسلم شریف حدیث نمبر (1072)۔

اور اگر خرید و فروخت میں کسی کو وکیل بنایا جائے تو اس کام کی بنا پر وہ اجرت کا مستحق ہے۔ انتہی اختصار کے ساتھ۔

دیکھیں : المغنی لابن قدامة المقدسي (204/7)۔

دلالی یا پھر وکالت کی اجرت میں معلوم نسبت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

خریدار اور بائع پر دلالت۔ کوشش۔ یعنی دلالی میں کوئی حرج نہیں (دلالت یا کوشش یہ دلالی کی اجرت ہے) دلالت کی شرط میں کوئی حرج نہیں۔ انتہی

دیکھیں : فتاویٰ ابن باز (19/31)۔

مستقل فتویٰ کمیٹی کا کہنا ہے :

دلال کی دلالی کی مقدار میں بہت زیادہ جھگڑا ہونے لگا ہے : کبھی تو 5.2% ارہانی فیصد اور کبھی 5% پانچ فیصد دلالی لی جاتی ہے، لہذا شرعی دلالی کیا ہے، یا یہ کہ بائع اور دلال کے اتفاق کے مطابق ہو گی؟

تو کمیٹی کا جواب تھا :

جب دلال، خریدار اور بائع کے مابین کسی معلوم تناسب سے دلالی پر اتفاق ہو کہ وہ خریدار یا بائع یا پھر دونوں سے دلالی لی جائے گی تو یہ جائز ہے، اور دلال کی کوئی معین نسبت محدود نہیں، بلکہ ادا کرنے والے کے اتفاق پر انحصار ہے جس پر وہ متفق ہو جائز ہو گی۔

لیکن یہ دلال اتنی ہونی چاہیے جو عادتی جاتی ہے اور لوگوں میں معروف ہے، جو دلال کی کوشش کے مقابلہ میں ہوتی ہے کہ اس نے سواد کروانے میں خریدار اور بائع کے مابین واسطہ بناء، اور عادتاً سے زیادہ دلالی لے کر بائع یا پھر خریدار کو نقصان نہیں دینا چاہیے۔ انتہی

دیکھیں : فتاویٰ البیعت الدائمة للبحوث العلمیة والافاء (13/130)۔

اور فتاویٰ جات میں یہ بھی آیا ہے کہ :

دلال کے لیے جائز ہے کہ وہ دلالی کے بدے میں سامان کی قیمت سے ایک معلوم نسبت سے دلالی حاصل کرے، اور اتفاق کے مطابق خریدار یا بائع سے بغیر کسی نقصان اور ضرر کے وصول کرے۔ انتہی

دیکھیں : فتاویٰ البیعت الدائمة للبحوث العلمیة والافاء (13/131)۔

اور اگر یہ نسبت منافع سے ہونہ کے سامان کی قیمت سے تو خابدہ کے فقهاء نے اس کا جواز بیان کیا ہے، اور یہ مضاربہ کے مشابہ ہے، اور مضاربہ یہ ہے کہ : ایک شخص اپنام کسی دوسرے شخص کو تجارت کے لیے دے جس میں منافع کی نسبت مستحق ہو۔

دیکھیں : مطالب اولیٰ النہی (3/542) اور کشف القناع (3/615)۔

حاصل یہ ہوا کہ: جس نسبت پر آپ کا اتفاق ہوا ہے اتنی لیشن لینا جائز ہے۔

واللہ اعلم۔